REGD No. L.5254 — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قیمت سالانہ ۲۴ روپے

روزنامہ

الفضل

ربوہ — فی پرچہ ۲ آنے

جلد ۴۶/۱۱ — ۲۱ امان ۱۳۳۶ ھش — ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۵۷ء — نمبر ۶۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۰ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

نہر سویز سے جہازوں کے گزرنے کا محصول حکومت مصر کا مقرر کردہ ادارہ وصول کریگا

نہر سے جہازوں کی آئندہ آمد و رفت کے متعلق حکومت مصر کا اعلان

قاہرہ ۲۰ مارچ۔ مصر نے اعلان کیا ہے کہ نہر سویز کے دوبارہ کھلنے پر اس میں سے جہازوں کے گزرنے کا محصول حکومت مصر کے مقرر کردہ ادارہ کو ادا کرنا ضروری ہوگا۔ کل شام حکومت مصر نے ایک یادداشت بیرونی ممالک کے سفارت خانوں کے سپرد کی۔ جس میں نہر سویز میں جہازوں کی آئندہ آمد و رفت کے طریق کار کا ذکر کیا گیا ہے۔ یادداشت میں بتایا گیا ہے۔ کہ حکومت مصر نے نہر سویز کا جو ادارہ قائم کیا ہے۔ وہ یا اس کے نامزد کردہ نمائندے جہازوں کے گزرنے کا محصول وصول کرنے کے مجاز ہوں گے اس محصول کا ایک حصہ نہر کی صفائی وغیرہ کے انتظامات پر خرچ ہوا کرے گا۔ یادداشت میں یہ دعوےٰ کیا گیا ہے کہ مصر نہر سویز کے متعلق ۱۸۸۸ء کے منشور کا پورا احترام کرتا ہے۔ وہ تمام اقوام سے ہمدردی اور تعاون کا جذبہ رکھتا ہے۔ اور اس کی یہ دلی خواہش ہے کہ نہر سویز پہلے کی طرح اقوام عالم کی خوشحالی کا ذریعہ بنی رہے۔ اور نہر سے گزرنے والے جہازوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں میسر ہوں۔

یادداشت میں بتایا گیا ہے کہ حکومت مصر عنقریب ایک اور تفصیلی بیان جاری کرے گی جس میں نہر کے انتظامات کی مزید وضاحت کی جائے گی۔ — حکومت مصر نے ایک اور اعلامیہ میں بتایا ہے کہ اب نہر سویز میں سے ایک ہزار ٹن تک کے جہاز گزر سکتے ہیں۔

ہمیں خلیج عقبہ میں جہازرانی کا حق دیا جائے ورنہ ہم جنگ شروع کر دینگے

اسرائیلی وزیر اعظم کی امریکہ اور اقوام متحدہ کو دھمکی

تل ابیب ۲۰ مارچ۔ اسرائیلی حکومت کے وزیر اعظم نے دھمکی دی ہے۔ کہ اگر خلیج عقبہ میں جہاز رانی کے حق سے اسرائیل کو محروم رکھا گیا تو وہ پھر جنگ شروع کر دے گا۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے ایک امریکی جریدہ کو بیان دیتے ہوئے غزہ کی موجودہ صورت حالات پر تشویش ظاہر کی۔ اور کہا ہم نے صدر آئزن ہاور کی اس یقین دہانی پر غزہ سے فوجیں واپس بلائی تھیں کہ اسرائیلی حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ لیکن بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ آپ نے کہا اگر اقوام متحدہ یا امریکہ نے مشرق وسطیٰ کے متعلق کسی جرأت مندانہ اقدام کا اظہار نہ کیا۔ اور خلیج عقبہ میں جہازرانی کا حق ہمیں نہ دلایا۔ تو ہم اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے جنگ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے

حق خود اختیاریت کو تسلیم کیا جائے

ریاض ۲۰ مارچ۔ شاہ ایران اور شاہ سعود کے ایک مشترکہ اعلان میں کہا گیا ہے کہ ہر ملک کو تمام دنیا کے ملکوں کے حق خود اختیاریت کو تسلیم کرنا چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مشترکہ اعلان دونوں سربراہوں کی بات چیت کے بعد جاری کیا گیا ہے۔

بھارت کے دفاعی اخراجات میں ۲۵ فیصدی اضافہ کر دیا گیا

نئی دہلی ۲۰ مارچ کل بھارتی پارلیمنٹ میں حکومت نے بتایا کہ آئندہ مالی سال میں ملک کے دفاع پر گزشتہ سال کی نسبت ۲۵ فیصدی زیادہ رقم خرچ کی جائیگی دفاعی اخراجات کی وجہ سے بجٹ میں ۲۷ کروڑ روپیہ کا خسارہ رہے گا۔ جسے ٹیکسوں کے ذریعہ پورا کیا جائے گا۔

وزیر اعظم کی تقریر نشر کی جائیگی

کراچی ۲۰ مارچ۔ وزیر اعظم مسٹر حسین شہید سہروردی یوم جمہوریہ کے موقعہ پر جہانگیر پارک میں جلسہ عام میں تقریر کر رہے ہیں۔ اسے ریڈیو پاکستان کے قومی پروگرام میں ریلے کیا جائے گا۔ جلسہ عام ۲۳ مارچ کو ۵ بجے شام ہو رہا ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں "یوم ماتم"

کراچی ۲۰ مارچ معلوم ہوا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کی متعدد سیاسی جماعتیں ۳۰ مارچ کو یوم ماتم منا رہی ہیں۔ اس روز مقبوضہ ریاست کی نام نہاد دستور ساز اسمبلی کے انتخابات ہو رہے ہیں

ژارنگ ۲۲ مارچ کو نئی دہلی جائیں گے

سہروردی سے مسئلہ کشمیر کے متعلق مزید بات چیت ہوگی

کراچی ۱۹ مارچ۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ مسئلہ کشمیر کے متعلق اقوام متحدہ کے نمائندہ مسٹر گونار ژارنگ کل صبح وزیر اعظم سے بات چیت کا تیسرا دور شروع کریں گے یہاں سرکاری طور پر تصدیق کر دی گئی ہے کہ مسٹر ژارنگ ۲۲ مارچ کو نئی دہلی روانہ ہوں گے

پاکستان اور سعودی عرب مشترکہ سرمایہ سے کارخانے قائم کریں گے

کراچی ۲۰ مارچ۔ پاکستان اور سعودی عرب کی تجارتی بات چیت کے اختتام پر ایک مشترکہ بیان جاری کیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان مشترکہ مقصد کے لئے سرگرمی کے ساتھ کام کرنے پر اتفاق ہو گیا ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اور سعودی عرب میں مشترکہ سرمائے اور ماہرین سے جلد از جلد کارخانے قائم کرنے شروع کر دیئے جائیں گے۔ دونوں ملک ایک مشترکہ ایوان تجارت بھی قائم کریں گے۔

مشرقی یوپی میں قحط کے آثار

نئی دہلی ۱۹ مارچ۔ بھارت کے ایوان زیریں کے سپیکر نے ایک تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا جس میں کہا گیا تھا کہ مشرقی یوپی میں جو قحط کے سے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ حکومت ان پر قابو پانے میں ناکام رہی ہے۔

بھارت میں سکے کا اعشاری نظام

نئی دہلی ۲۰ مارچ۔ ہندوستان میں یکم اپریل سے سکے کا اعشاری نظام قائم کر دیا جائے گا۔ نئے اعشاری نظام کے تحت روپے کی موجودہ صورت برقرار رہے گی لیکن اسے موجودہ ۶۴ پیسوں کی بجائے سو نئے پیسوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے دوسرے سالانہ اجتماع میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر

اگر آپ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے انصار کے نقش قدم پر چلیں تو اسلام دنیا میں حیرت انگیز ترقی حاصل کرلے

صحابہؓ کرام کی فدائیت اور ان کے اخلاص و ایثار کے چند سنہری واقعات

۲۶ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے دوسرے سالانہ اجتماع منعقدہ ربوہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو افتتاحی تقریر فرمائی تھی۔ اس کی پہلی قسط ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔ یہ تقریر صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

خاکسار: محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (الصف ع ۲)

اس کے بعد فرمایا

آپ لوگوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا ہے

یہ نام قرآنی تاریخ میں بھی دو دفعہ آیا ہے اور احمدیت کی تاریخ میں بھی دو دفعہ آیا ہے۔ قرآنی تاریخ میں ایک دفعہ تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حواریوں کے متعلق یہ الفاظ آتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے فرمایا من انصاری الی اللہ تو آپ کے حواریوں نے کہا نحن انصار اللہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے انصار ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک گروہ مہاجرین کا تھا۔ اور ایک گروہ انصار کا تھا۔ گویا یہ نام

قرآنی تاریخ میں

دو دفعہ آیا ہے۔ ایک جگہ پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں کے متعلق آیا ہے اور ایک جگہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے ایک حصہ کو انصار کہا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بھی انصار کا دو جگہ ذکر آتا ہے۔ ایک دفعہ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی پیغامیوں نے مخالفت کی۔ تو میں نے انصار اللہ کی ایک جماعت قائم کی۔ اور دوسری دفعہ جب جماعت کے بچوں نوجوانوں بوڑھوں اور عورتوں کی تنظیم کی گئی۔ تو چالیس سال سے اوپر کے مردوں کی جماعت کا نام انصار اللہ رکھا گیا۔ گویا جس طرح قرآن کریم میں

دو گروہوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا ہے

اسی طرح جماعت احمدیہ میں بھی دو زمانوں میں دو جماعتوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا۔ پہلے جن لوگوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا۔ ان میں سے اکثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ تھے۔ کیونکہ یہ جماعت ۱۴-۱۹۱۳ء میں بنائی گئی تھی۔ اور اس وقت اکثر صحابہؓ زندہ تھے۔ اور اس جماعت میں بھی اکثر وہی شامل تھے۔ اسی طرح قرآن کریم میں بھی جن انصار کا ذکر آتا ہے ان میں زیادہ تر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ شامل تھے۔ دوسری دفعہ جماعت احمدیہ میں

آپ لوگوں کا نام

اسی طرح انصار اللہ رکھا گیا ہے۔ جس طرح قرآن کریم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک ادنےٰ نبی حضرت مسیح ناصریؑ کے ساتھیوں کو انصار اللہ کہا گیا ہے۔ آپ لوگوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کم ہیں۔ اور زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے میری بیعت کی ہے۔ اس طرح حضرت مسیح علیہ السلام والی بات بھی پوری ہوگئی۔ یعنے جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھیوں کو انصار اللہ کہا گیا تھا۔ اسی طرح مثیل مسیح موعود کے ساتھیوں کو بھی انصار اللہ کہا گیا ہے۔ گویا قرآنی تاریخ میں بھی دو زمانوں میں دو گروہوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا۔ اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بھی دو گروہوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ

اب بھی زندہ ہیں۔ مگر اب ان کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔ صحابی اس شخص کو بھی کہتے ہیں۔ جو نبی کی زندگی میں اس کے سامنے آگیا ہو۔ گو زیادہ تر یہ لفظ انہی لوگوں پر اطلاق پاتا ہے۔ جنہوں نے نبی کی صحبت سے فائدہ اٹھایا ہو۔ اور اس کی باتیں سنی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ شخص بھی آپ کا صحابی کہلا سکتا ہے جس نے خواہ آپ کی صحبت سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ لیکن آپ کے زمانہ میں پیدا ہوا ہو۔ اور اس کا باپ اسے اٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے لے گیا ہو۔ لیکن یہ ادنےٰ درجہ کا صحابی ہوگا۔

اعلیٰ درجہ کا صحابی

وہی ہے جس نے آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ اور آپ کی باتیں سنیں اور جن لوگوں نے آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اور آپ کی باتیں سنیں۔ ان کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے۔ اب صرف تین چار آدمی ہی ایسے رہ گئے ہیں۔ جن کے متعلق مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ اور آپ کی باتیں سنی ہیں۔ ممکن ہے اگر زیادہ تلاش کی جائے۔ تو ان کی تعداد تیس چالیس تک پہنچ جائے۔ اب ہماری جماعت لاکھوں کی ہے۔ اور

لاکھوں کی جماعت میں

اگر ایسے تیس چالیس صحابہ بھی ہوں۔ تب بھی یہ تعداد بہت کم ہے۔ اس وقت جماعت میں زیادہ تر وہی لوگ ہیں جنہوں نے ایسے شخص کی بیعت کی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا متبع تھا۔ اور ان کا نام اسی طرح انصار اللہ رکھا گیا۔ جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ کہ اگر موسےٰ اور عیسےٰ علیہما السلام میرے زمانہ میں زندہ ہوتے۔ تو وہ میرے متبع ہوتے۔ غرض اس وقت جماعت کے انصار اللہ میں دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک متبع اور مثیل کے ذریعہ

اسلام کی خدمت کا موقعہ

ملا اور وہ آپ لوگ ہیں۔ گویا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مثال آپ لوگوں میں پائی جاتی ہے جس طرح ان کے حواریوں کو انصار اللہ کہا گیا تھا۔ اسی طرح مثیل مسیح موعود کے ساتھیوں کو انصار اللہ کہا گیا ہے۔ پھر آپ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے انصار کی بات بھی پائی جاتی ہے۔ یعنے جس طرح انصار اللہ میں وہی لوگ شامل تھے

جو آپ کے صحابہؓ تھے۔ اسی طرح آپ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ شامل ہیں۔ گویا آپ لوگوں میں دونوں مثالیں پائی جاتی ہیں۔ آپ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ بھی ہیں جنہیں انصار اللہ کہا جاتا ہے۔ جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ کو انصار کہا گیا۔ پھر جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اپنا مثیل قرار دیا ہے۔ اور ان کے صحابہ کو بھی انصار اللہ کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک متبع کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کو بھی انصار اللہ کہا گیا ہے۔

شاید بعض لوگ یہ سمجھیں

کہ یہ درجہ کم ہے۔ لیکن اگر چالیس سال اور گزر گئے۔ تو اس زمانہ کے لوگ تمہارے زمانہ کے لوگوں کو بھی تلاش کریں گے۔ اور اگر چالیس سال اور گزر گئے۔ تو اس زمانہ کے لوگ تمہارے ملنے والوں کو تلاش کریں گے اسلامی تاریخ میں صحابہؓ کے ملنے والوں کو تابعی کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ صحابہؓ کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہو گئے تھے۔ اور ایک تبع تابعی کا درجہ ہے۔ یعنی وہ لوگ جو تابعین کے ذریعہ صحابہؓ کے قریب ہوئے۔ اور آگے صحابہؓ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہوئے۔ اس طرح تین درجے بن گئے۔ ایک صحابی دوسرے تابعی اور تیسرے تبع تابعی۔ صحابی وہ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔ اور آپؐ کی باتیں سنیں۔ تابعی وہ جنہوں نے آپ سے باتیں سننے والوں کو دیکھا۔ اور تبع تابعی وہ جنہوں نے آپ سے باتیں سننے والوں کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ دنیوی عاشق تو بہت کم حوصلہ ہوتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

تمہیں چاہوں تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں
مرا دل پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا

مگر

مسلمانوں کی محبت رسولؐ دیکھو

جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ فوت ہوئے۔ تو انہوں نے آپؐ سے قریب ہونے کے لئے تابعی کا درجہ نکال لیا۔ اور جب تابعی ختم ہو گئے۔ تو انہوں نے تبع تابعین کا درجہ نکال لیا۔ اس شاعر نے تو کہا تھا۔

تمہیں چاہوں تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں
میرا دل پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا

مگر یہاں یہ صورت ہو گئی۔ کہ تمہیں چاہوں تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں۔ اور پھر ان کے چاہنے والوں کو بھی چاہوں۔ اور پھر تیرہ سو سال تک برابر چاہتا چلا جاؤں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ کہ

میرا دل پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا

بلکہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپؐ کے

چاہنے والوں کو چاہتے ہیں

چاہے وہ صحابی ہوں۔ تابعی ہوں۔ تبع تابعی ہوں۔ یا تبع تبع تابعی ہوں۔ اور ان کے بعد یہ سلسلہ خواہ کہاں تک چلا جائے۔ ہم کو وہ سب لوگ پیارے لگتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذریعہ ہم کسی نہ کسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہو جاتے ہیں۔ محدثین کو اس بات پر بڑا فخر ہوتا تھا۔ کہ وہ تھوڑی سی سندات سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچ گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں گیارہ بارہ راویوں کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک جا پہنچتا ہوں۔ آپ کو بعض ایسے اساتذہ مل گئے تھے۔ جو آپ کو گیارہ بارہ راویوں کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتے تھے۔ اور آپ اس بات پر

بڑا فخر کیا کرتے تھے

اب دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اتباع نے آپ کی صحابیت کو بارہ تیرہ درجوں تک پہنچا دیا ہے۔ اور اس پر فخر کیا ہے۔ تو آپ لوگ یا صحابی ہیں۔ یا تابعی ہیں۔ ابھی تبع تابعین کا وقت نہیں آیا۔ ان دونوں درجوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت بخشی ہے۔ اس عزت میں کچھ اور لوگ بھی شریک ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

انصار کا ذکر

فرمایا ہے۔ اور پھر ان کی قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھیں۔ چنانچہ جب ہم انصارؓ کی تاریخ کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے ایسی قربانیاں کی ہیں۔ کہ اگر آپ لوگ جو انصار اللہ ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلیں۔ تو یقیناً اسلام اور احمدیت دور دور تک پھیل جائے۔ اور اتنی طاقت پکڑ لے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکے۔

تاریخ میں لکھا ہے

کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ تو شہر کی تمام عورتیں اور بچے باہر نکل آئے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے جاتے ہوئے خوشی سے گاتے چلے جاتے تھے۔ کہ

طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس جہت سے مدینہ میں داخل ہوئے۔ وہ وہی جہت تھی۔ جہاں سے قافلے اپنے رشتہ داروں سے رخصت ہوا کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے اس موڑ کا نام ثنیۃ الوداع رکھا ہوا تھا۔ یعنی وہ موڑ جہاں سے قافلے رخصت ہوتے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس موڑ سے مدینہ میں داخل ہوئے۔ تو مدینہ کی عورتوں اور بچوں نے یہ گاتے ہوئے آپؐ کا استقبال کیا۔ کہ ؎

طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع

یعنی ہم لوگ کتنے خوش قسمت ہیں۔ کہ جس موڑ سے مدینہ کے رہنے والے اپنے رشتہ داروں کو رخصت کیا کرتے تھے۔ اس موڑ سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بدر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ظاہر کر دیا ہے۔ پس ہمیں دوسرے لوگوں پر

فضیلت حاصل ہے

اس لئے کہ وہ تو اس جگہ جا کر اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو رخصت کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے وہاں جا کر سب سے زیادہ محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وصول کیا ہے۔

پھر ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ اور ان میں سے ہر شخص کی خواہش تھی۔ کہ آپؐ اس کے گھر میں ٹھہریں۔ جس جس گلی میں سے آپؐ کی اونٹنی گزرتی تھی۔ اس گلی کے مختلف خاندان اپنے گھروں کے آگے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا استقبال کرتے تھے، اور کہتے تھے یا رسول اللہ یہ ہمارا گھر ہے جو آپؐ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ یا رسول اللہ آپ ہمارے پاس ہی ٹھہریں۔ بعض لوگ جوش میں آگے بڑھتے۔ اور آپؐ کی اونٹنی کی باگ پکڑ لیتے۔ تاکہ آپؐ کو اپنے گھر میں اتروا لیں۔ مگر آپؐ ہر شخص کو یہی جواب دیتے تھے، کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ آج خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔ یہ وہیں کھڑی ہو گی۔ جہاں خدا تعالیٰ کا منشا ہو گا۔ آخر وہ ایک جگہ پر کھڑی ہو گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ سب سے قریب گھر کس کا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ میرا گھر سب سے قریب ہے۔ اور آپؐ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ حضرت ابو ایوبؓ کا مکان دو منزلہ تھا۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اوپر کی منزل تجویز کی۔ مگر آپؐ نے اس خیال سے کہ ملنے والوں کو تکلیف ہو گی نچلی منزل کو پسند فرمایا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصرار پر مان تو گئے۔ کہ آپ نچلی منزل میں ٹھہر یں۔ لیکن ساری رات میاں بیوی اس خیال سے جاگتے رہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نیچے سو رہے ہیں۔ پھر وہ کس طرح اس بے ادبی کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ چھت کے اوپر سوئیں۔ اتفاقاً اسی رات ان سے پانی کا ایک برتن گر گیا۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے دوڑ کر اپنا لحاف اس پانی پر ڈال کر پانی کی رطوبت کو خشک کیا۔ تاکہ چھت کے نیچے پانی نہ ٹپک پڑے۔ صبح کے وقت وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سارے حالات عرض کئے۔ جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اوپر کی منزل پر رہنے میں راضی ہو گئے۔ اب دیکھو یہ اس عشق کی ایک ادنیٰ سی مثال ہے۔ جو صحابہؓ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تھا۔

پھر یہ واقعہ کتنا شاندار ہے۔ کہ جب

جنگ احد

ختم ہوئی۔ اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعض صحابہؓ کو اس بات پر مامور فرمایا کہ وہ میدانِ جنگ میں جائیں۔ اور زخمیوں کی خبر لیں۔ ایک صحابیؓ میدان میں تلاش کرتے کرتے ایک زخمی انصاری کے پاس پہنچے۔ دیکھا کہ ان کی حالت نازک ہے۔ اور وہ جان توڑ رہے ہیں۔ اس نے زخمی انصاریؓ سے ہمدردی کا اظہار کرنا شروع کیا۔ انہوں نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ مصافحہ کے لئے آگے بڑھایا۔ اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا۔ میں انتظار کر رہا تھا۔ کہ کوئی بھائی مجھے مل جائے۔ انہوں نے اس صحابیؓ سے پوچھا۔ کہ آپ کی حالت خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ اور بچنے کی امید نہیں۔ کیا کوئی پیغام ہے، جو آپ اپنے رشتہ داروں کو دینا چاہتے ہوں۔ اس مرنے والے صحابیؓ نے کہا۔ ہاں ہاں میری طرف سے میرے رشتہ داروں کو سلام کہنا۔ اور انہیں کہنا کہ میں تو مر رہا ہوں۔ مگر میں اپنے پیچھے خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چھوڑے جا رہا ہوں۔ میں جب تک زندہ رہا۔ اس نعمت کی اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر بھی حفاظت کرتا رہا۔ لیکن اب اے میرے بھائیو اور رشتہ دارو۔ میں اب مر رہا ہوں۔ اور

خدا تعالیٰ کی یہ مقدس امانت

تم میں چھوڑ رہا ہوں۔ میں آپ سب کو اس کی

حفاظت کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ سب کو اس کی حفاظت کے سلسلہ میں اپنی جانیں بھی دینی پڑیں۔ تو آپ اس سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور میری اس آخری وصیت کو یاد رکھیں گے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ کے اندر ایمان موجود ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ سب کو محبت ہے۔ اس لئے تم ضرور آپؐ کے وجود کی حفاظت کے لئے ہر ممکن قربانی کرو گے۔ اور اس کے لئے اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کرو گے۔ اب دیکھو ایک شخص مر رہا ہے۔ اسے اپنی زندگی کے متعلق یقین نہیں۔ وہ مرتے وقت اپنے بیوی بچوں کو سلام نہیں بھیجتا۔ انہیں کوئی نصیحت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اگر کوئی پیغام بھیجتا ہے تو یہی کہ

اے میری قوم کے لوگو

تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرنا۔ ہم جب تک زندہ رہے۔ اس فرض کو نبھاتے رہے اب آپؐ کی حفاظت آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ آپ کو اس کے رستہ میں اپنی جانوں کی قربانی بھی پیش کرنی پڑے۔ تو اس سے دریغ نہ کریں۔ میری تم سے یہی آخری خواہش ہے۔ اور مرتے وقت میں تمہیں اسی کی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ تھا وہ عشق و محبت جو صحابہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ پھر جب آپ

بدر کی جنگ

کے لئے مدینہ سے صحابہؓ سمیت باہر نکلے۔ تو آپؐ نے نہ چاہا۔ کہ کسی شخص کو اس کی مرضی کے خلاف جنگ پر مجبور کیا جائے چنانچہ آپ نے اپنے ساتھیوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا۔ کہ وہ اس بارہ میں آپؐ کو مشورہ دیں۔ کہ فوج کا مقابلہ کیا جائے۔ یا نہ کیا جائے۔ ایک کے بعد دوسرا مہاجر کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ یا رسول اللہؐ۔ اگر دشمن ہمارے گھروں پر چڑھ آیا ہے۔ تو ہم اس سے ڈرتے نہیں۔ ہم اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ہر ایک کا جواب سن کر یہی فرماتے چلے جاتے۔ کہ مجھے اور مشورہ دو۔ مجھے اور مشورہ دو۔ مدینہ کے لوگ اس وقت تک خاموش تھے۔ اس لئے کہ حملہ آور فوج مہاجرین کی رشتہ دار تھی۔ وہ ڈرتے تھے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ ان کی بات سے مہاجرین کا دل دکھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بار بار فرمایا۔ کہ مجھے مشورہ دو۔ تو ایک انصاری رضؓ سردار کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا۔

یا رسول اللہؐ۔ مشورہ تو آپؐ کو مل رہا ہے۔ مگر پھر بھی جو آپؐ بار بار مشورہ طلب فرما رہے ہیں۔ تو شاید آپؐ کی مراد ہم انصار سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس سردار نے جواب میں کہا۔ یا رسول اللہؐ شاید آپ اس لئے ہمارا مشورہ طلب فرما رہے ہیں۔ کہ آپؐ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے ہمارے اور آپؐ کے درمیان

ایک معاہدہ ہوا تھا

اور وہ یہ تھا۔ کہ اگر مدینہ میں آپؐ پر اور مہاجرین پر کسی نے حملہ کیا۔ تو ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ مدینہ سے باہر نکل کر ہم دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اس وقت آپؐ مدینہ سے باہر تشریف لے آئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ہاں یہ درست ہے۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہؐ۔ جس وقت وہ معاہدہ ہوا تھا۔ اس وقت تک ہم پر آپؐ کی حقیقت پورے طور پر روشن نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب ہم پر آپؐ کا مرتبہ اور آپؐ کی شان پورے طور پر ظاہر ہو چکی ہے۔ اس لئے یا رسول اللہؐ اب اس معاہدہ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ ہم موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح آپؐ کو یہ نہیں کہیں گے۔ کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ کہ تو اور تیرا رب جاؤ۔ اور دشمن سے جنگ کرتے پھرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپ کے

دائیں بھی لڑیں گے

اور بائیں بھی لڑیں گے۔ اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور یا رسول اللہؐ دشمن جو آپؐ کو نقصان پہنچانے کے لئے آیا ہے۔ وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گذرے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہؐ۔ جنگ تو ایک معمولی بات ہے۔ یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمندر ہے۔ (بدر سے چند منزلوں کے فاصلہ پر سمندر تھا۔ اور عرب تیرنا نہیں جانتے تھے، اس لئے پانی سے بہت ڈرتے تھے) آپ ہمیں سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دینے کا حکم دیجئے۔ ہم بلا چون وچرا اس میں اپنے گھوڑے ڈال دیں گے۔ یہ وہ فدائیت اور اخلاص کا نمونہ تھا۔ جس کی مثال کسی سابق نبی کے ماننے والوں میں نہیں ملتی۔ اس مشورہ کے بعد آپؐ نے دشمن سے لڑائی کرنے کا حکم دیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس میں آپ کو نمایاں فتح عطا فرمائی۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے انصار کی وہ شان نہیں تھی، جو

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انصار کی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ اس وقت تک آپ کی خلافت کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ ان کی ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ مگر تم میں سے بعض لوگ پیغامیوں کی مدد کے لالچ میں آ گئے۔ اور انہوں نے خلافت کو مٹانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اور زیادہ تر افسوس یہ ہے۔ کہ ان لوگوں میں اس عظیم الشان باپ کی اولاد بھی شامل ہے۔ جس کو ہم بڑی قدر اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات پر ۴۲ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر میں ہر قربانی کے موقع پر آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ تحریک جدید ۱۹۳۴ء سے شروع ہے۔ اور اب ۱۹۵۶ء ہے گویا اس پر ۲۲ سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ شاید حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی اولاد خود بھی اس میں حصہ نہ لیتی ہو۔ لیکن میں ہر سال آپ کی طرف سے اس میں چندہ دیتا ہوں۔ تا کہ آپ کی روح کو بھی اس کا ثواب پہنچے۔ پھر جب میں حج پر گیا۔ تو اس وقت بھی میں نے آپ کی طرف سے قربانی کی تھی۔ اور اب تک

ہر عید کے موقع پر

آپ کی طرف سے قربانی کرتا چلا آیا ہوں۔ غرض ہمارے دل میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی بڑی قدر اور عظمت ہے۔ لیکن آپ کی اولاد نے جو نمونہ دکھایا۔ وہ تمہارے سامنے ہے۔ اس کے مقابلہ میں تم حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو دیکھو۔ کہ وہ آج تک آپ کی خلافت کو سنبھالے چلے آتے ہیں۔ ہم تو اس مسیحؑ کے صحابہ اور انصار ہیں، جس کو مسیح ناصریؑ پر فضیلت دی گئی ہے۔ مگر ہم جو افضل باپ کے روحانی بیٹے ہیں، ہم میں سے بعض لوگ

چند روپوں کے لالچ میں

آ گئے۔ شاید اس طرح حضرت مسیح علیہ السلام سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ مماثلت بھی پوری ہونی تھی۔ کہ جیسے آپ کے ایک حواری یہودا اسکریوطی نے رومیوں سے تیس روپے لیکر آپ کو بیچ دیا تھا۔ اور اس طرح اس مسیحؑ کی جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ پیدا ہونے تھے، جنہوں نے پیغامیوں سے مدد لے کر جماعت میں فتنہ کھڑا کرنا تھا۔ لیکن ہمیں عیسائیوں کے صرف عیب ہی نہیں دیکھنے چاہئیں۔ بلکہ ان کی خوبیاں بھی دیکھنی چاہئیں۔ جہاں ان میں ہمیں یہ عیب نظر آتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک نے تیس روپے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام کو بیچ دیا۔ وہاں ان میں

یہ خوبی بھی پائی جاتی ہے

کہ آج تک جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام پر دو ہزار سال کے قریب عرصہ گزر چکا ہے، وہ آپ کی خلافت کو قائم رکھے ہوئے ہیں، چنانچہ آج جب میں نے اس بات پر غور کیا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ اس چیز کا وعدہ بھی حواریوں نے کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جب کہا۔ من انصاری الی اللہ۔ کہ خدا تعالےٰ کے رستہ میں میری کون مدد کریگا، تو حواریوں نے کہا۔ نحن انصار اللہ۔ ہم خدا تعالےٰ کے رستہ میں آپ کی مدد کریں گے، انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، پس اس کے معنے یہ ہیں، کہ ہم وہ انصار ہیں۔ جن کو خدا تعالےٰ کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اس لئے جب تک خدا تعالےٰ زندہ ہے، اس وقت تک ہم بھی اس کی مدد کرتے رہیں گے، چنانچہ دیکھ لو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر تقریباً دو ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن عیسائی لوگ برابر

عیسائیت کی تبلیغ

کرتے چلے جا رہے ہیں، اور اب تک ان میں خلافت قائم چلی آتی ہے۔ اب بھی ہماری زیادہ تر ٹکر عیسائیوں سے ہی ہو رہی ہے، جو مسیح علیہ السلام کے متبع اور ان کے ماننے والے ہیں، اور جن کا نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کے سارے نبی اس فتنہ کی خبر دیتے چلے آئے ہیں۔ غرض وہ مسیح ناصری جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے ان پر فضیلت عطا فرمائی ہے، ان کے انصار نے اتنا

جذبۂ اخلاص دکھایا

کہ انہوں نے دو ہزار سال تک آپ کی خلافت کو مٹنے نہیں دیا، کیونکہ انہوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ اگر

مسیح علیہ السلام کی خلافت

مٹی۔ تو مسیح علیہ السلام کا خود اپنا نام بھی دنیا سے مٹ جائے گا، اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ شروع عیسائیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک حواری نے آپ کو تیس روپے کے بدلہ میں دشمنوں کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔

لیکن اب عیسائیت میں وہ لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو مسیحیت کی اشاعت اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا منوانے کے لئے کروڑوں کروڑ روپیہ دیتے ہیں اسی طرح احمدیت میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے اپنے زمانہ میں بڑی قربانی کی ہے۔ لیکن آپ کی وفات پر ابھی صرف ۴۸ سال ہی ہوئے ہیں کہ جماعت میں سے بعض ڈانوا ڈول ہونے لگے ہیں۔ اور پیغامیوں سے چندروپے لے کر ایمان کو بیچنے لگے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے بعض پر سلسلہ نے ہزارہا روپے خرچ کئے ہیں ہیں

پچھلے حسابات نکلوا رہا ہوں

اور میں نے دفتر والوں سے کہا ہے کہ وہ بتائیں۔ کہ صدر انجمن احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی کتنی خدمت کی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے خاندان کی کتنی خدمت کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فوت ہوئے ۴۸ سال ہو چکے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات پر ۴۲ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فاصلہ زیادہ ہے اور پھر آپ کی اولاد بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے حسابات نکلوائے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے خاندان کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان پر کم خرچ کیا ہے لیکن پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی اولاد میں یہ لالچ پیدا ہوئی کہ

خلافت بھی سنبھالو

یہ ہمارے باپ کا حق تھا۔ جو ہمیں ملنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ سندھ سے ایک آدمی نے مجھے لکھا۔ کہ یہاں میاں عبدالمنان کے بھانجے مولوی محمد اسماعیل صاحب غزنوی کا ایک پروردہ شخص بشیر احمد آیا۔ اور اس نے کہا کہ خلافت تو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا مال تھا۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد کو ملنا چاہیئے تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد نے اسے غصب کر لیا۔ اب ہم سب نے مل کر یہ کوشش کرنی ہے کہ اس حق کو دوبارہ حاصل کریں۔ پھر میں نے میاں عبدالسلام صاحب کی پہلی بیوی کے سوتیلے بھائی کا ایک خط پڑھا۔ جس میں اس نے اپنے سوتیلے ماموں کو لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ مشرقی بنگال کی جماعت نے ایک ریزولیوشن پاس کر کے اس فتنہ سے نفرت کا اظہار کیا ہے۔ ہمیں تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا

ہمارے لئے تو موقع تھا

کہ ہم کوشش کر کے اپنے خاندان کی وجاہت کو دوبارہ قائم کرتے۔ یہ ویسی ہی نامعقول حرکت ہے جیسی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر لاہور کے بعض مخالفین نے کی تھی۔ انہوں نے آپ کے نقلی جنازے نکالے اور آپ کی وفات پر خوشی کے شادیانے بجائے۔ وہ تو دشمن تھے۔ لیکن یہ لوگ احمدی کہلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اپنے خاندان کی وجاہت کو قائم کرنا چاہیئے حالانکہ حضرت خلیفہ اولؓ کو جو عزت اور درجہ ملا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ملا ہے۔ اب جو چیز آپ کو حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل

ملی تھی وہ ان لوگوں کے نزدیک ان کے خاندان کی جائداد بن گئی۔ یہ وہی فقرہ ہے۔ جو پرانے زمانہ میں ان لڑکوں کی والدہ نے مجھے کہا کہ پیغامی میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلافت تو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی تھی۔ اگر آپ کی وفات کے بعد آپ کے کسی بیٹے کو خلیفہ بنا لیا جاتا۔ تو ہم اس کی بیعت کر لیتے مگر مرزا صاحب کا خلافت سے کیا تعلق تھا کہ آپکے بیٹے کو خلیفہ بنا لیا گیا اس وقت میری بھی جوانی تھی۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ کے لئے رستہ کھلا ہے تانگے چلتے ہیں (ان دنوں قادیان میں ریل نہیں آتی تھی) آپ چاہیں تو لاہور چلی جائیں۔ میں آپ کو نہیں روکتا۔ وہاں جا کر

آپ کو پتہ لگ جائیگا

کہ وہ آپ کی کیا امداد کرتے ہیں۔ وہاں تو مولوی محمد علی صاحب کو بھی خلافت نہیں ملی انہیں صرف امارت ملی تھی۔ اور امارت بھی ایسی کہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں انہیں وصیت کرنی پڑی کہ فلاں فلاں شخص ان کے جنازے پر نہ آئے۔ ان کی اپنی تحریر موجود ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مولوی صدرالدین صاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور ڈاکٹر غلام محمد صاحب میرے خلاف پراپیگنڈا میں اپنی پوری قوت خرچ کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے تنکے کو پہاڑ بنا کر جماعت میں فتنہ پیدا کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اور ان لوگوں نے مولوی محمد علی صاحب پر

طرح طرح کے الزامات

لگائے یہاں تک کہا کہ آپ نے احمدیت سے انکار کر دیا ہے اور انجمن کا مال غصب کر لیا ہے۔ اب بتاؤ۔ جب وہ شخص جو اس جماعت کا بانی تھا اسے یہ کہنا پڑا کہ جماعت کے بڑے بڑے آدمی مجھ پر الزام لگاتے ہیں اور مجھے مرتد اور جماعت کا مال غصب کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ تو اگر وہاں وہ دودھ پینے والے بچے ہو کر چلے جاتے تو انہیں کیا ملتا زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا تھا کہ انہیں پانچ پانچ روپے کے وظیفے دے کر کسی سکول میں داخل کر دیا جاتا مگر ہم نے ان کی تعلیم پر ہزاروں روپیہ خرچ کیا۔ اور انہیں اس قابل بنایا کہ یہ بڑے آدمی کہلا سکیں لیکن انہوں نے یہ کیا کہ جس جماعت نے انہیں پڑھایا تھا۔ اسی کو تباہ کرنے کے لئے حملہ کر دیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا

قساوتِ قلبی ہوگی

کہ جن غریبوں نے انہیں پیسے دے کر اس مقام پر پہنچایا۔ یہ لوگ انہی کو تباہ کرنے کی کوشش میں لگ جائیں۔ جماعت میں ایسے ایسے غریب ہیں کہ جن کی غربت کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر وہ لوگ چندہ دیتے ہیں۔ ایک دفعہ قادیان میں ایک غریب احمدی میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ امراء کے ہاں دعوتیں کھاتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ میرے گھر بھی تشریف لائیں۔ اور میری دعوت کو قبول فرمائیں میں نے کہا تم بہت غریب ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ دعوت کی وجہ سے تم پر کوئی بوجھ پڑے۔ اس نے کہا میں غریب ہوں تو کیا ہوا۔ آپ

میری دعوت ضرور قبول کریں

میں نے پھر بھی انکار کیا۔ مگر وہ میرے پیچھے پڑ گیا۔ چنانچہ ایک دن میں اس کے گھر گیا۔ تا کہ اس کی دلجوئی ہو جائے مجھے یاد نہیں اس نے چائے کی دعوت کی تھی یا کھانا کھلایا تھا۔ مگر جب میں اسکے گھر سے نکلا تو گلی میں ایک احمدی دوست عبدالعزیز صاحب کھڑے تھے۔ وہ پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور مخلص احمدی تھے۔ لیکن انہیں اعتراض کرنے کی عادت تھی۔ میں نے انہیں دیکھا۔ تو میرا دل بیٹھ گیا۔ اور میں نے خیال کیا۔ کہ اب یہ دوست مجھ پر ضرور اعتراض کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا۔ حضور آپ ایسے غریبوں کی دعوت بھی قبول کر لیتے ہیں۔ میں نے کہا عبدالعزیز صاحب امیرے لئے

دونوں طرح مصیبت ہے

اگر میں انکار کروں۔ تو غریب کہتا ہے۔ میں غریب ہوں اسلئے میری دعوت نہیں کھاتے اور اگر میں اس کی دعوت منظور کر لوں تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ غریب کی دعوت کیوں مان لی اب دیکھو اس شخص نے مجھے خود دعوت پر بلایا تھا۔ میں نے بارہا انکار کیا۔ لیکن وہ میرے پیچھے اس طرح پڑا کہ میں مجبور ہو گیا کہ اس کی دعوت مان لوں لیکن دوسرے دوست کو اس پر اعتراض پیدا ہوا۔ غرض جماعت میں ایسے ایسے غریب بھی ہیں کہ ان کے ہاں کھانا کھانے پر بھی دوسروں کو اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ ایسی غریب جماعت نے ان لڑکوں کی خدمت کرنے اور انہیں پڑھانے پر

ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ

خرچ کیا۔ میاں عبدالسلام کو وکیل بنایا۔ عبدالمنان کو ایم اے کر دیا عبدالوہاب کو بھی تعلیم دلائی اسے وظیفہ دیا۔ لاہور بھیجا اور ہوسٹل میں داخل کر دیا۔ مگر اسے خود تعلیم کا شوق نہیں تھا۔ اسلئے وہ زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ لیکن پھر بھی جماعت نے اسے پڑھانے میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ بعد میں میں نے معقول گذارہ دے کر اسے دہلی بھجوایا اور کہا کہ تمہارے باپ کا پیشہ طب تھا۔ تم بھی طب پڑھو۔ چنانچہ اسے حکیم اجمل خان صاحب کے کالج میں طب پڑھائی گئی۔ گو اس نے وہاں بھی وہی حرکت کی کہ پڑھائی کی طرف توجہ نہ کی اور فیل ہوا۔ لیکن اس نے اتنی عقلمندی کی کہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے گیا۔ چنانچہ بیوی پاس ہو گئی اور امتحان میں اول آئی۔ اب سلسلہ کے اس روپیہ کی وجہ سے جو اس پر خرچ کیا گیا۔ وہ اپنا گزارہ کر رہا ہے اور اس نے اپنے دواخانہ کا نام دواخانہ نورالدین رکھا ہوا ہے حالانکہ دراصل وہ دواخانہ سلسلہ احمدیہ ہے کیونکہ

سلسلہ احمدیہ کے روپیہ سے

ہی وہ اس حد تک پہنچا ہے کہ دواخانہ کو جاری رکھ سکے۔ اب وہ لکھتا ہے کہ میری بیوی جو گولڈ میڈ لیسٹ ہے۔ وہ علاج کرتی ہے وہ یہ کیوں نہیں لکھتا کہ میری بیوی جس کو سلسلہ احمدیہ نے خرچ دے کر پڑھایا ہے علاج کرتی ہے۔ غرض چاہے تعلیم کو لیا جائے طب کو لیا جائے یا کسی اور پیشہ کو لیا جائے یہ لوگ سلسلہ کی مدد کے بغیر اپنے پاؤں پر کھڑے ہی نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر اس ساری کوشش

کا نتیجہ یہ ہوا

کہ اب یہ لوگ سلسلہ احمدیہ کو ہی تباہ کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر سلسلہ احمدیہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ جسے کوئی تباہ نہیں کر سکتا

یہ سلسلہ ایک چٹان ہے

جو اس پہ گرے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔ اور جو اس کو مٹانا چاہے گا۔ وہ خود مٹ جائیگا اور کوئی شخص بھی خواہ اس کی پشت پناہ احراری ہوں یا پیغامی ہوں۔ اس کو نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ اسکو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرنے والے ذلیل اور خوار ہوں گے اور قیامت تک ذلت اور رسوائی میں مبتلا رہیں گے۔ اس کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عزت اور رفعت دیتا چلا جائے گا۔ اور تمام دنیا میں آپ کا نام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ پھیلتا چلا جائے گا اور جب آپ کے ذریعہ ہی اسلام پھیلے گا۔ تو لازمی طور پر جو لوگ آپ کے ذریعہ اسلام قبول کریں گے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے۔ وہ آپ پر بھی ایمان لائیں گے۔ لیکن اس سلسلہ کی تباہی کا ارادہ کرنے والے ابھی زندہ ہی ہونگے کہ ان کی عزتیں ان کی آنکھوں کے سامنے خاک میں مل جائیں گی۔ اور پیغامیوں نے جو ان سے

مدد کا وعدہ کیا ہے

وہ وعدہ بھی خاک میں مل جائے گا۔ مولوی محمد علی صاحب سے ان لوگوں نے جو وعدہ کیا تھا کیا وہ پورا ہوا۔ ان کا انجام آپ لوگوں کے سامنے ہے اب ان لوگوں کا انجام مولوی محمد علی صاحب سے بھی بدتر ہوگا۔ اسلئے کہ جب انہوں نے سلسلہ سے علیحدگی اختیار کی تھی اور انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد رکھی تھی۔ تو انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی ایک عرصہ تک خدمت کے بعد ایسا کیا تھا۔ انہیں

دنیا کی خدمت کا موقع ملا تھا

رسالہ ریویو آف ریلیجنز دنیا میں بہت مقبول ہوا اور وہ اس کے ایڈیٹر تھے۔ پھر انہوں نے اپنے خرچ سے پڑھائی کی تھی لیکن ان لوگوں نے اپنے یا اپنے باپ کے پیسے سے پڑھائی نہیں کی۔ بلکہ غریب لوگوں کے پیسے سے کی۔ جو بعض دفعہ رات کو فاقہ سے سوتے ہیں۔ اور اس سارے احسان کے بعد انہوں نے یہ کیا کہ وہ سلسلہ احمدیہ کو تباہ کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے!

درخواست دعا

عزیزم خلیل اختر نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ احباب کرام و درویشان قادیان اس کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ظہور احمد باجوہ۔ ربوہ

احباب جماعت مطلع رہیں

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ربوہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مختلف نظارتیں مختلف اغراض کیلئے قائم ہیں۔ ایک نظارت اصلاح وارشاد ہے۔ جس میں علاوہ دوسرے کاموں کے مذہبی سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ سوالات کا جواب لینا ہو تو نظارت ہذا کو مخاطب کیا جایا کرے

ناظر اصلاح وارشاد۔ ربوہ

تقریب رخصتانہ

ربوہ۔ ۱۷ مارچ ۱۹۵۷ء بروز اتوار۔ جمیلہ شمس صاحبہ بنت مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء کے موقعہ پر ملک نسیم احمد صاحب بی اے۔ ایل ایل بی ابن مکرم ملک عزیز محمد صاحب صاحب پلیڈر ڈیرہ غازی خاں کے ہمراہ پڑھا تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے از راہ شفقت تقریب رخصتانہ میں بھی شرکت فرمائی نیز اس تقریب میں صدر انجمن اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء حضرات افسران صیغہ جات اور دیگر بہت سے مقامی احباب کے علاوہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے افراد بھی شریک ہوئے۔

آغاز کار مکرم بشارت احمد صاحب بشیر نے قرآن مجید کا ایک رکوع تلاوت کیا۔ بعدہ مکرم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عربی قصیدے کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ اس کے بعد مکرم مولانا ابو العطاء صاحب نے تقاریب رخصتانہ کے موقع پر مہمانوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کرنے کے متعلق حضور ایدہ اللہ کی منظوری سے ایک فتویٰ پڑھ کر سنایا (یہ فتویٰ الفضل کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے) بعدہ مہمانوں کی خدمت میں شیرینی کے طور پر مٹھائی پیش کی گئی۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی جس میں تمام احباب شریک ہوئے۔

مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دولہا دلہن کو تفسیر کبیر کی آخری جلد تحفہ کے طور پر دی ہے اور اس کے سرورق پر جلی قلم سے حسب ذیل عبارت تحریر کی ہے۔

"میں تفسیر کبیر کی آخری جلد بطور تحفہ پیش کرتا ہوں انہیں قرآن مجید کی آخری دو سورتوں کی تفسیر بھی ہے۔ اگر آپ اس تفسیر کو مدنظر رکھیں گے اور کثرت سے دعا کے طور پر ان سورتوں کو پڑھتے رہیں گے تو اللہ تعالےٰ آپ کو ہر قسم کے مصائب سے محفوظ رکھے گا اور یہ تعویذ کے طور پر کام دیں گی۔ بہر حال آپ اللہ تعالےٰ کو اپنا سپر بنائیں۔ کیونکہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا راز اسی بات میں مضمر ہے"۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور اسی کے فضل سے دولہا دلہن کو دین و دنیا کے لحاظ سے ایک نہایت ہی کامیاب اور مثالی زندگی گذارنے کی توفیق ملے۔ آمین

ربوہ میں ایجنٹ الفضل

ربوہ میں خریداران الفضل کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۷ء سے الفضل کی ایجنسی رشید احمد صاحب پروپرائیٹر رشید نیوز ایجنسی (گول بازار) ربوہ کو دے دی گئی ہے لہذا قارئین الفضل ربوہ ان سے براہ راست الفضل خرید سکتے ہیں۔ الفضل کے مستقل خریداروں کا پرچہ بھی انہی کے ذریعہ تقسیم ہوگا (مینجر الفضل)

بقایا دار مشتہرین الفضل

ہمارے بقایا دار مشتہرین اصحاب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد بقایا ادا فرمائیں اور دفتر الفضل کو شکریہ کا موقعہ بخشیں۔

بقایا داران اصحاب کے خلاف قانونی کارروائی کرنے سے پہلے بقایا داران احباب کی فہرست عنقریب الفضل میں شائع کی جائیگی۔ تاکہ اگر ہمارے حساب میں غلطی ہو تو وہ ہمیں مطلع کریں (مینجر الفضل)

تازہ فہرست چندہ امداد درویشاں وغیرہ

از مورخہ ۱۲/۴/۵۶ تا مورخہ ۱/۵/۵۷

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی)

ذیل میں ان رقوم کی فہرست شائع کی جاتی ہے جو سابقہ اعلان کے بعد چندہ امداد درویشاں کی صدقہ وغیرہ کے طور پر مختلف بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے دفتر ہذا میں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور ان کی امداد اور صدقہ کو قبول فرمائے اور دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ بعض دوست ایسی رقوم بھی میرے دفتر میں بھجوا دیتے ہیں جن کا میرے صیغہ سے تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً زکوٰۃ یا چندہ عام یا چندہ الفضل وغیرہ۔ ایسے دوستوں کو چاہیئے کہ ایسی رقوم افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ کے نام بھجوایا کریں۔ میرے نام صرف وہ رقوم آنی چاہئیں جن کا میرے صیغہ کے ساتھ تعلق ہے۔ یعنی چندہ امداد درویشاں یا صدقہ برائے غرباء درویشاں یا چندہ برائے مقدس مقامات قادیان وغیرہ

خاکسار مرزا بشیر احمد ۔ ناظر حفاظت مرکز ہند۔ ربوہ ۱۷/۴/۵۷

(۱) والدہ صاحبہ ڈاکٹر محمد احمد صاحب جودھامل بلڈنگ لاہور (امداد درویشاں) ۵-۰-۰

(۲) شیخ عبد الرشید صاحب شرما پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شکارپور (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۴-۱۲-۰

(۳) مخدوم محمد ایوب صاحب میانی ضلع شاہ پور (امداد درویشاں) ۱۰-۰-۰

(۴) خواجہ محمد شفیع صاحب پلیڈر چکوال ضلع جہلم 〃 ۱۵-۰-۰

(۵) چوہدری مبارک احمد صاحب انسپکٹر سپلائی 〃 ۱۰-۰-۰

(۶) ملک عبد القیوم صاحب لاہور معرفت ملک منور احمد صاحب ریسرچ - ربوہ (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۵-۰-۰

(۷) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبد الغفور صاحب کرنگ لاہور (شکرانہ شادی دختر خود) ۵-۰-۰

(۸) اہلیہ صاحبہ شیخ مسعود رشید صاحب لاہور (شکرانہ شادی پسر خود) ۵-۰-۰

(۹) 〃 (شکرانہ واپسی پسر خود از یورپ) ۵-۰-۰

(۱۰) صغریٰ بیگم قدسیہ صاحبہ اہلیہ شیخ غلام حسین صاحب مرحوم لدھیانوی کراچی (صدقہ بکرا قادیان) ۳۰-۰-۰

(۱۱) سید ارتضےٰ علی صاحب کراچی 〃 ۲۵-۰-۰

(۱۲) چوہدری مقبول احمد صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر شیخوپورہ (امداد درویشاں) ۳۰-۰-۰

(۱۳) شریف احمد صاحب انگلش سائیکل سٹور خانیوال ضلع ملتان (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۵-۰-۰

(۱۴) شیخ دوست محمد صاحب کوٹ مومن بذریعہ بھائی محمود احمد صاحب سرگودھا (امداد درویشاں) ۲-۰-۰

(۱۵) ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب سرگودھا (امداد درویشاں) ۵-۰-۰

(۱۶) غلام احمد صاحب عطاء محمد آباد اسٹیٹ سندھ 〃 ۱۰-۰-۰

(۱۷) لطیف احمد صاحب منٹگمری 〃 ۲-۰-۰

(۱۸) 〃 〃 (صدقہ عام) ۱-۰-۰

(۱۹) میر محمد ابراہیم صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر پسرور ضلع سیالکوٹ (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۵-۰-۰

(۲۰) سیدہ ممتاز حیات صاحبہ بنت سید غلام حسین بہاول مرحوم بہاولپور منجانب خاوند و بچگان 〃 ۱۲-۰-۰

(۲۱) ڈاکٹر محمد الدین صاحب دہاڑی بواسطہ چوہدری ظہور احمد صاحب ربوہ 〃 ۳۰-۰-۰

(۲۲) لفٹنٹ کرنل سید ممتاز احمد صاحب پشاور کینٹ (امداد درویشاں) ۲۰-۰-۰

(۲۳) 〃 〃 (صدقہ) ۵-۰-۰

(۲۴) عزیز احمد صاحب ظفر کراچی (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۵۰-۰-۰

(۲۵) سید سعید خالد صاحب ولنگڈن بلڈنگ کراچی (صدقہ بکرا) ۲۵-۰-۰

(۲۶) شیخ احسان علی صاحب ۱۷ میکلوڈ روڈ لاہور (امداد درویشاں) ۵-۲-۰

(۲۷) منور احمد صاحب پسر محمد علی خان صاحب چک ۸ ب/۵ یکیم سنگھ والا ضلع لائلپور (صدقہ بکرا) ۲۰-۰-۰

(۲۸) صوفی محمد ابراہیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۱۰۰-۰-۰

(۲۹) شیخ کریم بخش صاحب کوئٹہ (امداد درویشاں) ۵۰-۰-۰

(۳۰) ملک بشیر احمد و محمد شفیع صاحبان جارکول مرچنٹ بلین سعودیہ 〃 ۱۰-۰-۰

(۳۱) لیڈی ڈاکٹر امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کراچی (صدقہ عام) ۲۵-۰-۰

(۳۲) دانشمند صاحب باندہ محب ضلع پشاور (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۱۰-۰-۰

(۳۳) محمد صدیق صاحب معرفت محمد عمر بشیر صاحب ڈھاکہ (صدقہ) ۱۰-۰-۰

(۳۴) خانزادہ عبد الحمید خان صاحب زیدہ سابق صوبہ سرحد (چندہ عام جو داخل خزانہ کرایا گیا) ۵۰-۰-۰

(۳۵) 〃 〃 (〃 جلسہ سالانہ 〃) ۲۰-۰-۰

(۳۶) 〃 〃 (امداد درویشاں) ۲۰-۰-۰

(۳۷) 〃 〃 (صدقہ) ۱۰-۰-۰

(۳۸) چوہدری رشید احمد صاحب کراچی (امداد درویشاں) ۲۰۰۰-۰-۰

(۳۹) صاحبزادی امۃ الجمیل بیگم صاحبہ دختر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ از طرف خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام (صدقہ حضرت صاحب بتقریب ...) ۱۶۰-۰-۰

(۴۰) سیدہ طاہرہ بانو صاحبہ اہلیہ چوہدری عبد الرحمٰن صاحب جنجہ مشرقی افریقہ (برائے صدقہ بکرا دو عدد) ۵۰-۰-۰

(۴۱) صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ربوہ (صدقہ برائے مستحق درویشاں) ۲۵-۰-۰

(۴۲) صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب ربوہ (صدقہ) ۵-۰-۰

(۴۳) چوہدری عطا محمد صاحب پنشنر تحصیلدار ربوہ (فدیہ رمضان قادیان) ۱۵-۰-۰

(۴۴) رشیدہ بیگم صاحبہ دختر بابو اکبر علی صاحب مرحوم گوجرانوالہ (چندہ مسجد جرمنی جو داخل خزانہ کیا گیا) ۱۰۰-۰-۰

(۴۵) نذیر احمد صاحب قیصر سینما کراچی (صدقہ بکرا دو عدد قادیان) ۴۰-۰-۰

”فذکر ان نفعت الذکریٰ“

حضور فرماتے ہیں:۔ ”تم تحریک کرتے جاؤ۔ ایک نہ ایک دن وہ تحریک ضرور کامیاب ہوگی۔ خالی میرے خطبات کافی نہیں۔ اگر میں ایک یا دو خطبات میں کسی امر کی تحریک کروں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا“

تحریک جدید کے چندہ کے متعلق عرض ہے کہ اس چندہ میں ہر احمدی کا شامل ہونا ضروری ہے۔ جو دوست اب تک شامل نہیں ہوئے وہ اب تحریک جدید کے بیرونی ممالک کی تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کے جہاد کبیر میں شامل ہوں اور جو اس جہاد میں شامل ہیں وہ اپنا وعدہ اگر ۳۱ مارچ تک سو فیصدی ادا کر دیں گے تو ان کے نام حضرت اقدس کے حضور دعا کے لئے پیش کر کے اخبار الفضل میں بھی دوسرے احباب کی تحریک و تحریص کے لئے شائع کئے جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

پس جو شامل نہیں وہ شامل ہوں اور جو شامل ہیں وہ ۳۱ مارچ تک ادا کر کے سابقون میں آجائیں۔ (وکیل المال تحریک جدید)

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم احمد ید اللہ صاحب جو ماریشس کے ایک مخلص احمدی ہیں اور گذشتہ سال مرکز میں بھی تشریف لائے تھے۔ ان دنوں بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں ان پریشانیوں سے نجات بخشے۔ آمین (وکیل التبشیر)

(۲) میری لڑکی عزیزہ فہمیدہ اس سال ایف۔ ایس۔ سی میڈیکل کا امتحان دے رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ کامیابی عطا فرمائے۔ چوہدری عظمت اللہ چوبرجی گورنمنٹ کالج لاہور

(۳) میری اہلیہ عرصہ چھ ماہ سے سخت بیمار چلی آرہی ہے۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

حکیم محمد شفیع سادھوکے ضلع گوجرانوالہ

چالیس جواہر پارے

(دوسرا ایڈیشن)

مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

یہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی پُر معارف اور نہایت لطیف تصنیف دوسری بار مع ضروری اور قیمتی اضافوں کے چھاپی گئی ہے۔ جس کے متعلق آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالقابہ کی رائے ذیل میں ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:۔

"رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے زندگی کے ہر شعبہ میں اسوہ حسنہ تھے۔ آپؐ کی پاک زندگی قرآن کریم کی عملی تصویر تھی۔ یعنی آپ کا قول و فعل قرآن کریم کی احسن تفسیر تھے۔

محترمی صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب احباب جماعت کی دینی اور اخلاقی تربیت کے لئے ہر لحظہ دردمند اور ہر جہت سے کوشاں رہتے ہیں۔ ان کی کوششوں کا ایک نہایت پیارا اور دلکش پھل "چالیس جواہر پارے" کی شکل میں چھ سال سے احباب کو میسر ہے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا ہے "جب کبھی میں کوئی حدیث پڑھتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں گویا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شریک ہو کر حضورؐ کے مقدس کلام سے مشرف ہو رہا ہوں"۔ صاحبزادہ صاحب کے عرفان اور عشق رسول مقبولؐ کا درجہ تو بہت بلند ہے۔ ایک میرے جیسے ناچیز انسان کا بھی یہی تجربہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کے دل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو۔ وہ حدیث کے پڑھتے وقت اپنے ظرف اور اندازہ کے مطابق یہی احساس اپنے دل میں پاتا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے چالیسؐ حدیثوں کا انتخاب کر کے ان کا ترجمہ اور ان کی مختصر تشریح ساتھ شامل کر دی ہے یہ انتخاب گو مختصر ہے لیکن اسے ایک جامعیت بھی حاصل ہے۔ اس مختصر سے مجموعہ کے مطالعہ سے ہم میں سے ہر ایک اپنے ایمان کو تازہ عشق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تیز تر اور شوق مطالعۂ حدیث کے عزم کو مضبوط تر کر سکتا ہے۔ تہذیب اخلاق کے تمام بنیادی اصول اس مختصر سے مجموعہ میں سمٹ کر آ گئے ہیں۔ درحقیقت اس انتخاب کا ایک ایک موتی اپنی ذات میں انمول ہے۔ اس مجموعے کا اختصار اس کی ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ یہ ایک ایسی شیرینی ہے جس کو چکھ لینے کے بعد ہر شخص اپنے دل میں حدیث کے مطالعہ کا ایک نیا ذوق پاتا ہے۔ اور اس بے بہا خزانہ کی دولتوں پر مطلع ہو کر اسے زیادہ سے زیادہ مقدار میں حاصل کرنے پر مستعد ہو جاتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان خصوصیت سے اس قابل قدر تصنیف سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے اور اس کے مصنف کے حق میں دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے انہیں کامل صحت عطا فرما کر انہیں بیش از پیش خدمت کے مواقع عطا فرمائے اور انہیں اپنے مبارک ارادوں کی تکمیل کی توفیق عطا فرما۔

کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ تعداد صفحات ۱۵۲ اصل قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی قیمت صرف ۸/

الحجۃ البالغہ

(تیسرا ایڈیشن)

مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

یہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی مقبول عام اور تبلیغ کے لئے بیحد مفید اور کارآمد تصنیف تیسری بار مع قیمتی اضافوں کے بڑے اہتمام سے چھاپی گئی ہے اس دلآویز اور ٹھوس دلائل پر مبنی کتاب کے بارے میں مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کی رائے ذیل میں پڑھئے:۔

"حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی یہ نہایت ہی لطیف تصنیف پہلی مرتبہ ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی تھی جسے اب مناسب ترمیم و اضافہ کے بعد سہ بارہ شائع کیا گیا ہے۔ وفات مسیح کے متعلق جس قدر دل نشین اور دلآویز طریقہ سے اس مختصر رسالہ میں بحث کی گئی ہے اور مسئلہ کے ہر پہلو کو جس عمدگی کے ساتھ اس میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائل جس قدر آسان اور شگفتہ پیرائے میں دیئے گئے ہیں۔ وفات مسیح کی ضرورت اور اہمیت کو جس سلاست کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ اور اس کے متعلق قرآن کریم۔ حدیث شریف۔ اقوال آئمہ اور عقلی و نقلی ثبوت جس کثرت کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں انہیں دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ کہ درحقیقت دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اتنے مختصر سے رسالے میں جو چھوٹی تقطیع کے ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مہتم بالشان مسئلہ کو ایسی عمدگی اور ایسی جامعیت کے ساتھ بیان کر دینا حضرت صاحبزادہ صاحب ہی کا حصہ ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تحریر میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ وہ جس مسئلہ پر بھی قلم اٹھاتے ہیں۔ اسے ایسی سلاست۔ ایسی روانی اور ایسے دلنشین طرز پر بیان فرماتے ہیں کہ اس کے سمجھنے میں کسی قسم کا بھی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور پڑھنے والا پوری طمانیت اپنے دل میں پاتا ہے۔ یہ خصوصیت اس رسالہ میں نہایت واضح طور پر نمایاں ہے یہ دلآویز اور بے حد مفید رسالہ یقیناً اس قابل ہے کہ غیر احمدی اصحاب میں اس کی کثرت کے ساتھ اشاعت کی جائے۔ شاید ہی کوئی شخص ہوگا۔ جو اسے پڑھنے کے بعد حیات مسیحؑ کے عقیدہ پر قائم رہ سکے۔ یہ رسالہ صرف اپنی معنوی خوبیوں کے لحاظ سے ہی لائق ستائش نہیں بلکہ اس کی ظاہری سج دھج۔ اس کی کتابت۔ طباعت کاغذ بھی عمدہ۔ دیدہ زیب اور قابل تعریف ہے۔ عام اشاعت کی خاطر قیمت بھی کم رکھی گئی ہے"۔

کاغذ، کتابت۔ طباعت عمدہ اور دیدہ زیب حجم سو صفحہ (۱۰۰)
مگر قیمت صرف ۱۰/ رعایتی ۸/

ملنے کا پتہ

مینیجر احمدیہ کتابستان ربوہ پاکستان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲